بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجویز (۱)

''عقود الصیانۃ'' (سروس کنٹریکٹ) سے متعلق تجاویز

ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے سولہویں فقہی اجتماع (منعقدہ ۳/۴/۵/رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۷/۱۸/۱۹/مارچ ۲۰۲۱ء بروز بدھ ،جمعرات، جمعہ، بمقام مدنی ہال، مرکزی دفتر جمعیۃ علماء ہند) میں عقود الصیانۃ (سروس کنٹریکٹ) کی مروجہ صورتوں پر بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

(۱) عقد صیانت (سروس کنٹریکٹ) ایک جدید عقد ہے، جو شرعی تطبیق کے اعتبار سے عقد اجارہ کے قریب تر ہے لہذا اس پر حسب شرائط اجارہ کے احکام جاری ہوں گے۔

(۲) عقد صیانت کی وہ شکل جس میں صائن حسب معاہدہ صرف اصلاح ومرمت کا عمل متعینہ مدت کے اندر انجام دیتا ہے، یہ عقد اجارہ ہی کی ایک شکل ہے اور جائز ہے۔

(۳) عقد صیانت کی وہ شکل جس میں صائن (سروس کنٹریکٹر) کی جانب سے عمل (اصلاح ومرمت) کے ساتھ بوقت ضرورت خراب ہونے والے پرزے اور آلات اپنے پاس سے لگانے کی ذمہ داری بھی لی گئی ہو، یہ معاملہ بھی عرف اور تعاملِ ناس کے پیش نظر جائز ہے۔

(۴) عقد صیانت کی وہ صورت جس میں صائن متعینہ مدت میں حسب ضرورت عند الطلب خدمت کرنے کو تیار رہتا ہو تو اس کی محتاط شکل یہ ہے کہ متعینہ مدت میں کم از کم ایک مرتبہ عملی نگرانی کا التزام کیا جائے تا کہ اجرت عمل کے جواز میں کوئی شبہ نہ رہے۔

(۵) مکان کی مرمت اور اصلاح کی اصل ذمہ داری مالک مکان کی ہوتی ہے۔ اسے کرایہ دار پر لازم نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن زائد چیزوں (مثلا اے سی، پنکھا وغیرہ) کی اصلاح اور حفاظت کی ذمہ داری خود کرایہ دار کی ہے۔ تاہم وہ دونوں اپنی رضامندی سے بھی آپسی ذمہ داریاں طے کرسکتے ہیں۔

(۶) اگر صائن سے اس طرح معاہدہ کیا جائے کہ اسے ہر مرتبہ حاضری پر خدمت کے عوض ایک متعینہ رقم دی جائے گی اور ایک محدود مالیت کی حد تک پرزے لگانے کی ذمہ داری بھی صائن ہی کی ہوگی تو یہ معاملہ بھی عرف وتعامل کی وجہ سے شرعا درست ہے۔

(۷) جس عقد صیانت میں صائن مختلف آلات (مثلا کمپیوٹر وغیرہ) کے پروگراموں کو ایک متعینہ مدت کے اندر تجدید (اپڈیٹ) کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے تو یہ بھی اجارہ کی ایک شکل ہے اور جائز ہے۔

(۸) بائع اگر فروختگی کے وقت متعینہ مدت میں مبیع کی مفت سروس یا اس کے خراب ہونے کی شکل میں تبدیلی کی ذمہ داری لے تو اس میں بھی شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔ اور عرف وتعامل کی بنا پر بیع میں اس طرح کی شرطیں لگانا جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجویز (2)

شرکت ومضاربت کی بعض قابل تنقیح شکلیں

حلال طریقے سے مال کمانا شرعاً مطلوب ہے؛ اسی لیے شریعت مقدسہ میں مختلف عقود اور معاملات کی اجازت دی گئی ہے، جن میں ایک عقد شرکت بھی ہے۔ جس میں مختلف صلاحیتوں والے افراد آپس میں مل کر محنت کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے کاروبار سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس طرح کے عقود میں دیانت وامانت اور باہمی اعتماد کو جزو لازم کی حیثیت حاصل ہے؛ اسی لیے قرآن وسنت میں ایسے عقود میں ہر طرح کی خیانت اور فریب دہی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، بریں بنا ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے سولہویں فقہی اجتماع میں شرکت ومضاربت کی بعض قابل تنقیح شکلوں پر غور وخوض کے بعد درج ذیل امور طے کیے گئے:

(1) جب بھی متعدد افراد مشترکہ طور پر کاروبار کا ارادہ کریں تو انھیں چاہیے کہ وہ شرعی اصول وضوابط کی روشنی میں شرکت کا باقاعدہ معاہدہ کریں اور بہتر ہے کہ یہ معاہدہ تحریری ہو، اس کے بعد ہی اس سلسلہ میں پیش قدمی کی جائے اور سبھی شرکاء طے شدہ معاہدہ کی پابندی کریں۔

(2) مناسب ہے کہ حسی طور پر مشترک نقد سرمایہ یا مشترک اکاؤنٹ میں رقم جمع کر کے ہی شرکت کا کاروبار انجام دیا جائے۔

(3) اگر کسی وجہ سے مشترکہ اکاؤنٹ کے ذریعہ کاروبار کرنا دشوار ہو، تو شرکاء کے الگ الگ اکاؤنٹ سے حسب معاہدہ رقم نکال کر بھی شرکت کا معاملہ کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ہر شریک تصرف میں دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔

(4) شرکت کے معاملے میں اگرچہ کسی ایک شریک کو مقررہ نفع کے ساتھ الگ سے تنخواہ دینے کی ممانعت فقہاء سے منقول ہے۔ اور تن خواہ کے بجائے نفع کا تناسب بڑھا کر یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے، تاہم مصلحت اور ضرورت کی بنیاد پر شرکاء کی آپسی رضامندی سے شریک عامل کو اس کے سرمایہ کے تناسب سے نفع کے ساتھ مقررہ اجرت دینے کی بھی گنجائش ہے۔

(5) ثالث (بروکر) کے ذریعے تجارتی مراکز وغیرہ کی خریداری کرنے کی صورت میں اس طرح اجرت مقرر کرنا کہ جب تک وہ تجارتی مراکز نفع دیتے رہیں گے، ثالث متعینہ فیصد کے اعتبار سے ماہانہ یا سالانہ نفع کا حقدار ہو گا۔ تو اس طرح اجرت کی تعیین شرعا جائز نہیں ہے۔

نوٹ: تاہم اگر ثالث کے لیے اولاً کوئی اجرت مقرر کی جائے اور پھر وہ اس اجرت کے عوض تجارتی مراکز کے مالکان سے از سر نو شرکت کا معاملہ کرے تو وہ حسب شرائط نفع ونقصان میں شریک ہو گا۔

(6) مالک زمین وغیرہ کا اپنی زمین اس شرط کے ساتھ فروخت کرنا کہ اس میں جو بھی سرمایہ کاری کا طریقہ اختیار کیا جائے گا، اس کے نفع میں وہ متعینہ فیصد کا حقدار ہو گا، تو اس طرح کا معاملہ شریعت کے اصولوں کے خلاف اور ناجائز ہے۔

(7) مضاربت کے کاروبار میں خسارے کی صورت میں اصل حکم یہ ہے کہ اولاً حاصل شدہ مجموعی منافع سے نقصان کو پورا کیا جائے؛ لیکن اگر طویل مدتی کاروبار کی وجہ سے سابقہ تقسیم شدہ منافع سے خسارہ کی تلافی کرنے میں مشکلات پیش آتی ہوں تو ہر سال کاروبار اور موجودہ اثاثے کی مالیت کا تخمینہ لگا کر ایک حتمی حساب کے بعد سابقہ عقد ختم کر کے منافع تقسیم کرنا ا ور آئندہ متعینہ مدت کے لیے از سر نو شرکت و مضاربت کے شرعی اصولوں کے مطابق معاملہ کرنا جائز ہو گا، اور ایسی صورت میں گذشتہ مدت میں حاصل شدہ نفع سے، بعد میں ہونے والے خسارے کی تکمیل ضروری نہ ہو گی۔

(8) شرکت کے کاروبار میں اگرچہ ہر شریک کو اپنی صوابدید کے مطابق کسی بھی وقت شرکت سے علاحدہ ہونے کا اختیار ہوتا ہے؛ لیکن حسب ضرورت و مصلحت شرکاء کسی متعینہ مدت سے پہلے شرکت سے علاحدہ نہ ہونے کا آپس میں معاہدہ کر سکتے ہیں، نیز آپسی رضامندی سے ہر شریک کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا حق بھی دیا جا سکتا ہے۔

تجویز (۳)

سر پر بالوں کی افزائش اور پیوندکاری کی بعض صورتیں اور ان کا شرعی حکم

ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے سولہویں فقہی اجتماع میں سر پر بالوں کی افزائش اور پیوندکاری کی بعض صورتوں پر بحث وتمحیص کے بعد درج ذیل تجاویز پر اتفاق کیا گیا:

(۱) انسان کے لیے سر پر بالوں کا وجود زینت اور جمال کے اسباب میں سے ہے، اور اس سے محرومی عیب ہے؛ لہٰذا اگر کسی کے سر پر بال نہ رہیں تو ازالہ عیب کے لیے بالوں کی افزائش کی مباح تدبیریں اختیار کرنا جائز ہے۔

(۲) سر پر بالوں کی افزائش کے لیے بذریعہ سرجری (ٹرانسپلانٹ) یا کسی اور طریقے سے دوسرے انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی بھی جانور کے بالوں کو مستقل یا عارضی طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

(۳) اگر سر پر بال اس طرح سے جمادئے جائیں کہ وہ بآسانی اس سے جدا نہ ہوسکیں تو وہ مستقل طور پر سر کا حصہ قرار پائیں گے اور ان پر وضو میں مسح کرنا اور غسل میں پانی بہانا کافی ہوگا؛ لیکن اگر اس طرح سر پر بال لگائے جائیں کہ انھیں بآسانی الگ کیا جاسکتا ہو تو وہ ٹوپی کے حکم میں ہوں گے، انھیں ہٹائے بغیر مسح یا غسل درست نہ ہوگا۔ اور اس حکم میں مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

(۴) موجودہ زمانے کے فیشن کے مطابق سر کے بالوں کی بے ڈھنگے انداز میں ڈیزائننگ کرنا یا سر کے کسی حصے کے بالوں کو بالکل چھوٹا کردینا اور دوسری جانب کے بالوں کو بڑا رکھنا اہل فسق سے تشبہ کی بنا پر ممنوع ہے۔ نیز کالے بالوں پر سنہرا یا کوئی دوسرا رنگ چڑھانا بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ اور اگر سر کے بعض حصے کو استرے سے مونڈ کر بقیہ بالوں کو چھوڑ دیا جائے تو یہ صورت قزع میں داخل ہوکر بلاشبہ ناجائز ہے۔

(۵) اگر بالوں کو ایسے رنگ سے رنگا جائے جو بالوں تک پانی پہنچنے سے مانع نہ ہو تو اس کی وجہ سے وضو، غسل اور نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

تجویز (۴)

(بیاد حضرت مولانا معزالدین احمد قاسمی ناظم امارت شرعیہ ہند)

ادارۃ المباحث الفقہیہ کا یہ سولھواں فقہی اجتماع منعقدہ ۳ رتا ۵ رشعبان ۱۴۴۲ھ ادارے کی روح رواں اور اب تک جملہ اجتماعات کے انعقاد میں بنیادی کردار ادا کرنے والے والی شخصیت حضرت مولانا معزالدین احمد رحمہ اللہ کی کمی شدت سے محسوس کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک نا قابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا مرحوم ایک جید عالم دین اور تحقیقی مزاج کے حامل تھے، جمعیۃ علماء ہند کے نظریہ اور فکر دیوبند میں تصلب رکھتے تھے، جمعیۃ کے بہت فعال، صاحب رائے اور بابصیرت کارکن و ذمہ دار تھے۔ موصوف حسن اخلاق اور مہماں نوازی میں ممتاز، صاف گو اور صاف دل اور عالم باعمل تھے۔ وہ ان مخلصین میں سے تھے جو خاموشی اور گمنامی میں رہ کر کام کرتے ہیں اور شہرت و ناموری سے دور بھاگتے ہیں، امارت شرعیہ ہند اور ادارہ مباحث فقہیہ کے حوالہ سے ان کی انجام دی جانے والی خدمات زریں حروف سے لکھے جانے کے قبل ہیں؛ چناں چہ یہ فقہی اجتماع ان کی بے لوث اور بے مثال خدمات کے اعتراف کے ساتھ انھیں خراج عقیدت پیش کرتا ہے، نیز مغفرت و رفع درجات کی دعا کرتے ہوئے ذمہ داران جمعیۃ علماء ہند اور مولانا مرحوم کے پس ماندگان کو تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالی مرحوم کی بال بل مغفرت فرمائے، درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے اور جملہ پس ماندگان کو صبر و سکون نصیب فرمائے۔